عاصمہ کی جادوئی قبا

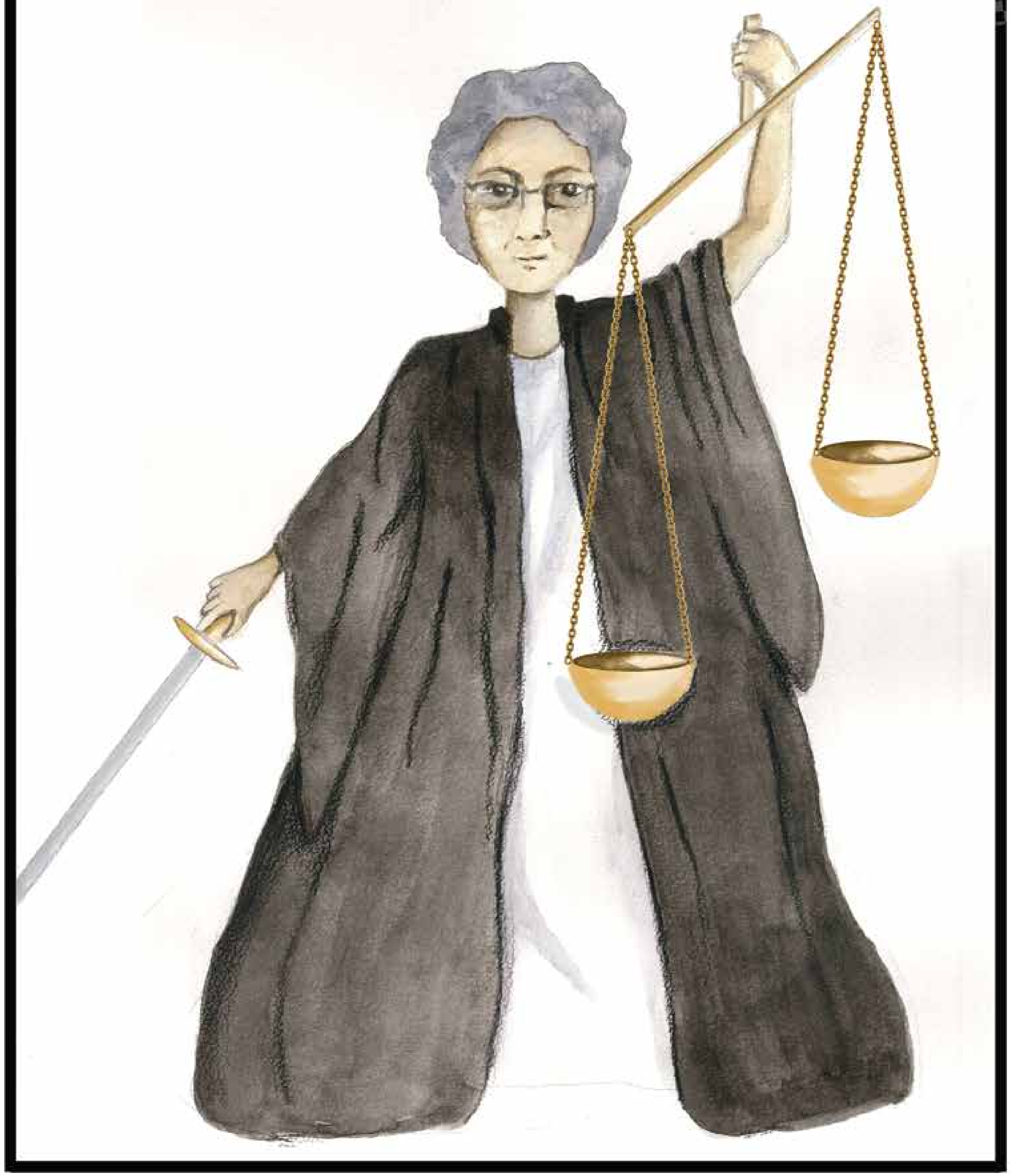

FORMAN CHRISTIAN COLLEGE
(A CHARTERED UNIVERSITY)

The University Of Sheffield.

کتاب ہذا ''ہندوستان اور پاکستان کی خواتین میں بذریعہ سوانحی خاکوں، تعلیم وخواندگی کے بقا اورانھیں عطائے اختیار بخشنے کی جہد'' کے عنوان سے شروع کیے گئے منصوبے کے تحت ۲۰۲۱ میں شائع کی گئی ہے۔ یہ منصوبہ پروفیسر شیبان لیمبرٹ ہرلی (یونیورسٹی آف شیفیلڈ، یوکے) نے شروع کیا، جسے ڈاکٹر رخسانہ ضیاء اور ڈاکٹر نخبہ تاج لنگاہ (فارمن کرسچن کالج، یونیورسٹی لاہور، پاکستان)، پروفیسر کلیر چیمبرز (یونیورسٹی آف یارک)، ڈاکٹر نفیسہ علی (یونیورسٹی آف مین چیسٹر، یوکے)، اور شاہین عتیق الرحمٰن (بنیاد فاؤنڈیشن، لاہور، پاکستان) کے تعاون سے مکمل کیا گیا۔ اس کتاب کو صوبیہ زیدی، حیدر شہباز اور مسرت شاہد کی سرپرستی میں فارمن کرسچن کالج یونیورسٹی کے طلبا نے تخلیق کیا، جس میں بنیاد فاؤنڈیشن کی صائمہ فیاض نے حمایت کی۔ اس منصوبے کو یونائیٹڈ کنگڈم میں گلوبل چیلنجز ریسرچ فنڈ کی جانب سے فنڈ مہیا کیا گیا۔

تصنیف کردہ

حمزہ خالد اور حسن عباس

اس کتاب کی نقش نگاری ماہا حیدر نے کی ہے

اس کتاب کی ڈیجیٹل ڈیزائننگ صوبیہ زیدی کے زیرنگرانی

ماہلہ حامد اور طلال خالد نے کی ہے

اس کتاب کی اردو ایڈیٹر سعدیہ توصیف ہیں

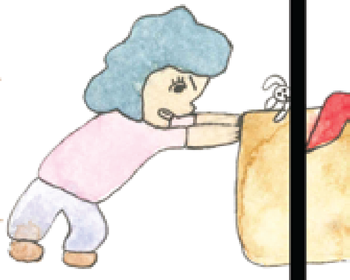

دستبرداری: سوانحی خاکے پر مبنی اس کہانی میں بچوں کی دلچسپی کے لیے کچھ خیالی واقعات بھی شامل کیے گئے ہیں۔

’’ہاں ! بے گناہ لوگوں کوانصاف مل گیا‘‘ جج کے اس فیصلہ کو سنتے ہی عاصمہ کی آنکھوں میں خوشی سے آنسوآ گئے، اس نے اپنے مؤکل کی بارہ سالہ بیٹی کواپنی طرف گلے لگنے کے لیے بھاگ کرآتے ہوئے دیکھاتواس کی بہت سی یادیں تازہ ہوگئیں۔

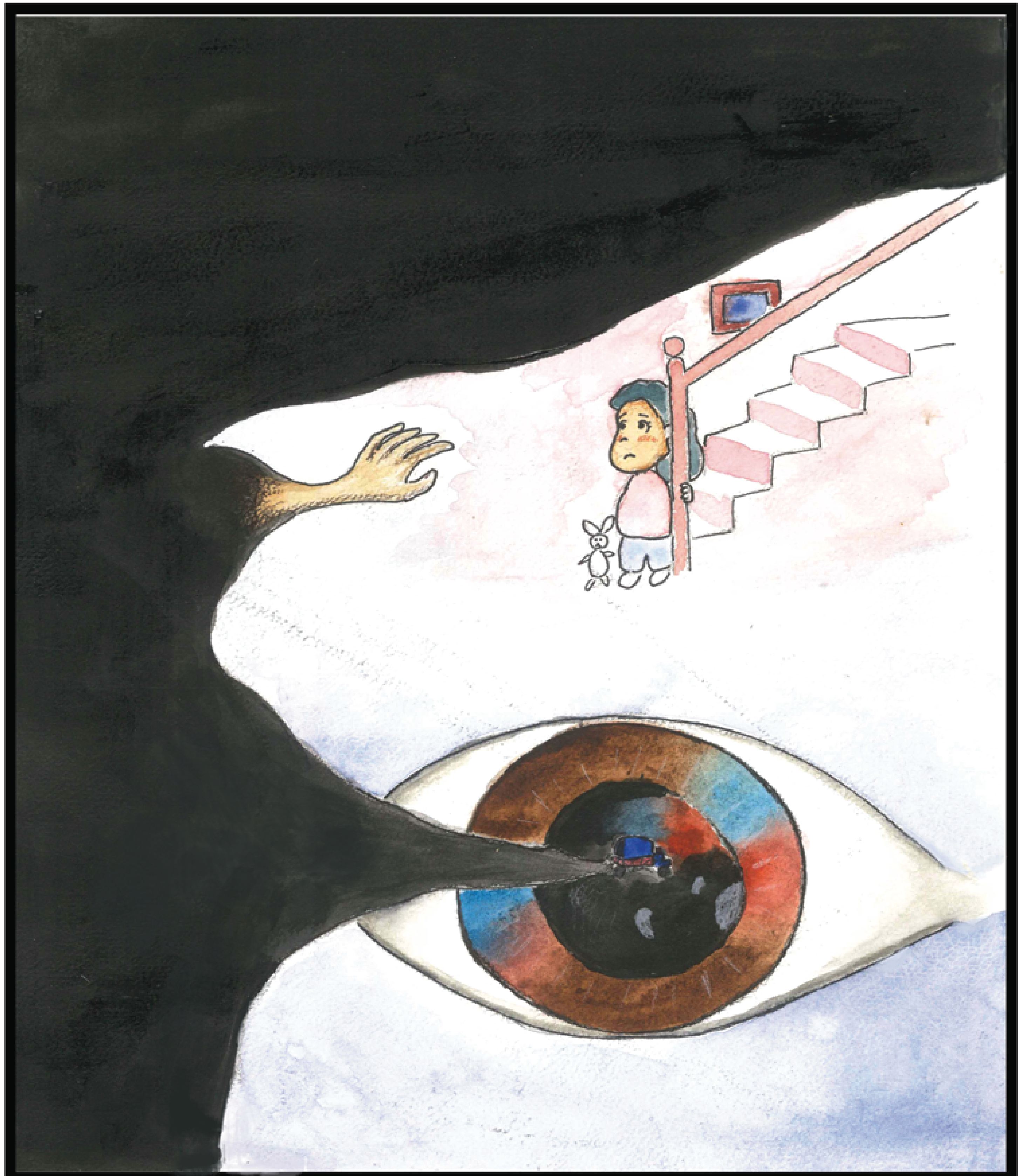

ایک وکیل کی حیثیت سے، عاصمہ نے کسی ایسے گھرانے کی کبھی اتنی پروانہیں کی تھی جن کی وہ مدد کرتی رہی تھی۔

اسے چالیس سال پہلے وکیل کی حیثیت سے لوگوں کی مدد کرنے کا خیال آیا تھا۔ بچپن میں، اس نے آدھی رات کوزور سے دروازہ پیٹنے کی آوازسنی۔ پولیس وین کی تیزآوازوں کے شور میں اس نے دیکھا کہ اس کے والد کوگھسیٹ کر لے جارہے تھے۔

اظہارِرائے کی وجہ سے انھیں جیل بھیج دیا گیا۔ انھیں صرف بولنے کی آزادی کی سزادی گئی۔

عاصمہ نے قانون کی مدد سے اپنے پیارے بابا کے لیے لڑنا شروع کیا۔

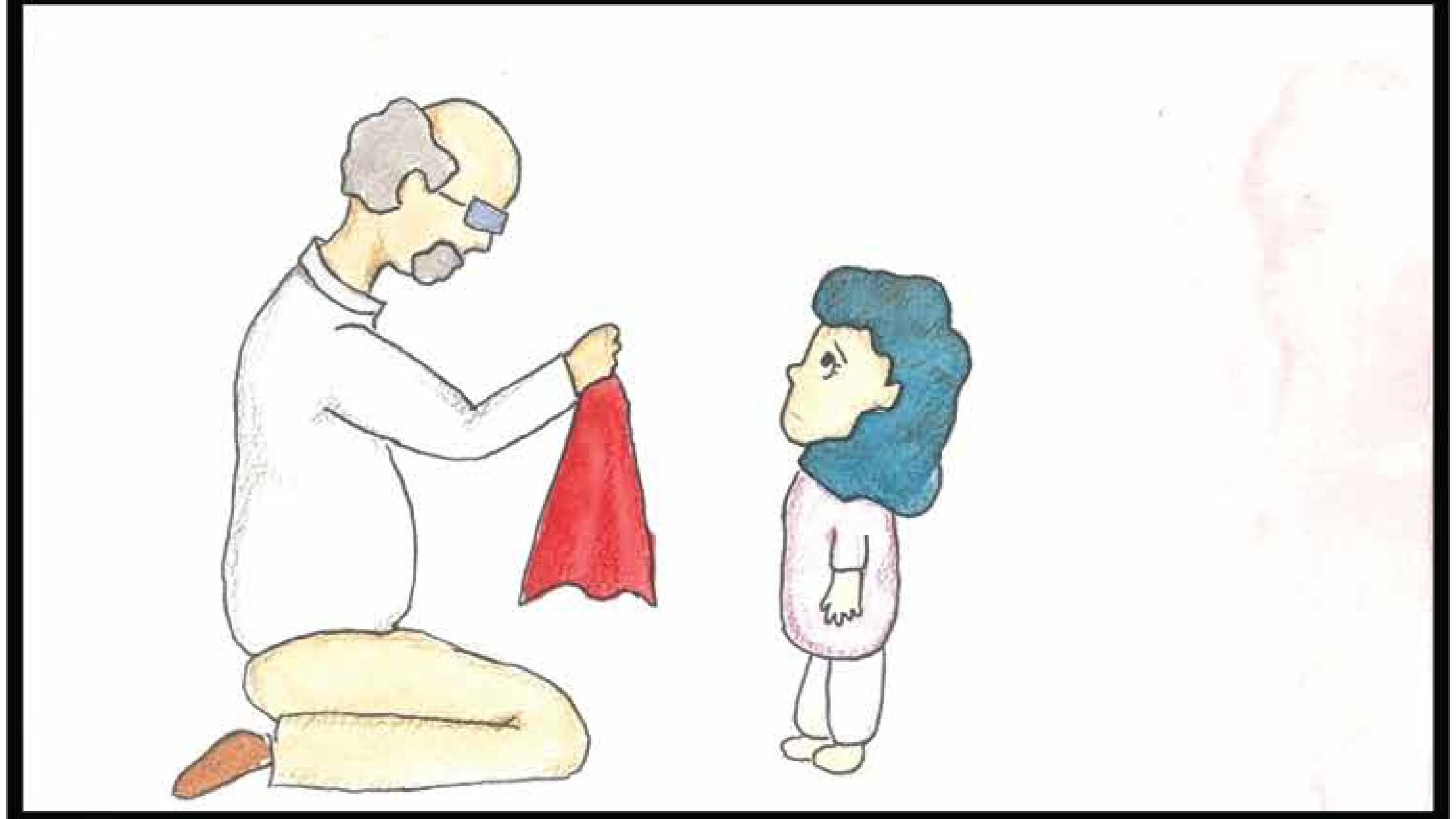

آخر ایک دن بابا کو کچھ دیر کے لیے گھر بھیجا گیا تو والد کو جیل سے باہر دیکھ کر عاصمہ نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا، ”بابا ہم بہت ڈر گئے تھے۔ آپ وعدہ کریں آپ خاموش رہیں گے۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے!“ بابا نے عاصمہ کے آنسو صاف کیے اور نرمی سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا، ”بیٹا! اپنے اردگرد دیکھو۔ اس جیل کو دیکھو، جہاں برے لوگوں کو سزا ملتی ہے لیکن کبھی اچھے لوگ بھی غلطی سے یہاں قید کر لیے جاتے ہیں۔ ہمارا نظام خراب ہے اس کو کیسے بہتر بنا سکتے ہیں؟ ہمیں وہ ضرور کہنا چاہیے جو درست ہو!“ انھوں نے اس کی پیشانی چوم کر کہا، ”اب میں تمھیں بہادر دیکھنا چاہتا ہوں۔ ارے! تم نے اپنی پسندیدہ ہیرو والی قبا کیوں نہیں پہنی جو تم اکثر پہنتی تھی!“ عاصمہ کو دیکھتے ہوئے ان کی آنکھوں میں چمک سی آئی۔ ”اس نظام کو ٹھیک کرنے کی لڑائی میں میری مدد کرو۔“ انھوں نے اپنی بیٹی سے کہا۔

کچھ دنوں بعد اس کے والد کو واپس جیل لے جایا گیا مگر ان کے الفاظ عاصمہ کے دل میں گھر کر گئے تھے۔ اپنے مقصد کے لیے قبا اسے تحفظ کا احساس دلاتی تھی۔ ہر روز وکلا سے ملاقات اور پولیس والوں کا سخت رویہ برداشت کرتے ہوئے وہ مضبوط ہوتی چلی گئی۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ سچ کے لیے آواز اُٹھانا ضروری ہے۔

ایک طویل عرصے کے بعد اس کے والد کو جیل سے رہا کیا گیا تو وہ گلے لگنے کے لیے اپنے والد کے وکیل کی طرف بھاگی تو اسے اپنی ہیرو والی قبا کا خیال آیا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ جب وہ بڑی ہو گی تو اس قبا کو ایک وکیل کی قبا میں بدل دے گی۔

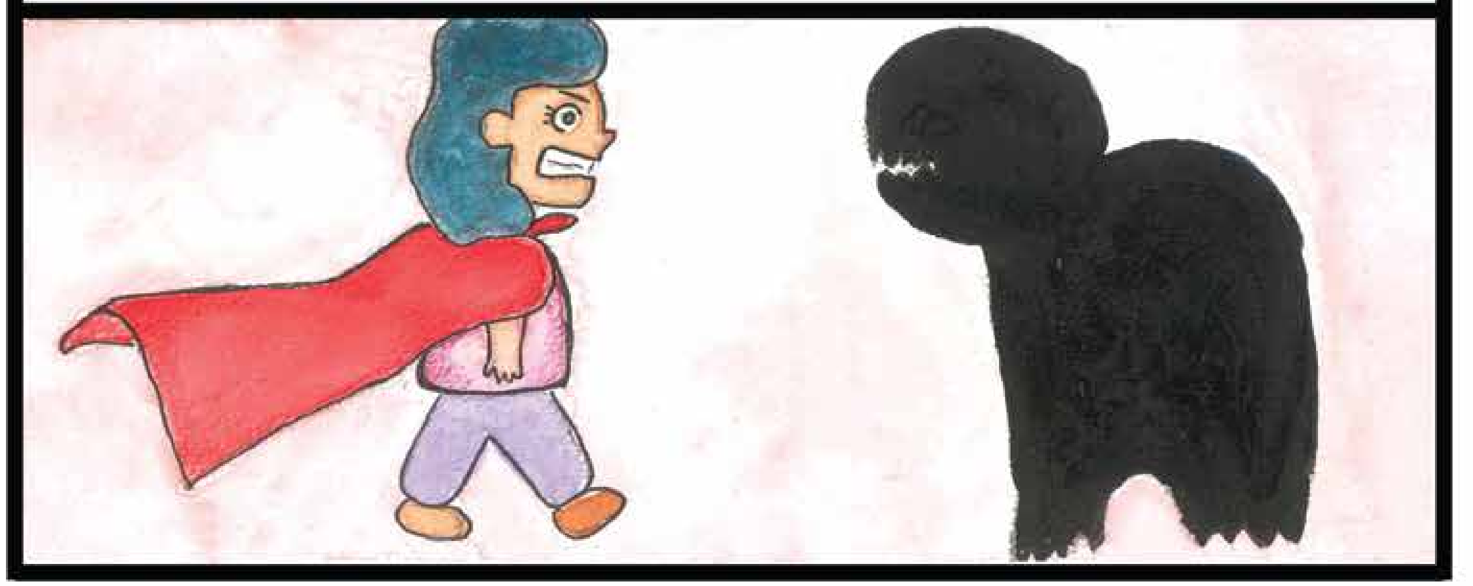

واقعی آج وہ خود کو اس بارہ سالہ لڑکی میں دیکھ رہی تھی۔
اس نے اپنی لڑائی جاری رکھی اس نے خواتین کی مدد کے لیے انتھک محنت کی حتیٰ کہ
جب اسے موت کی دھمکیاں ملیں تب بھی وہ خوفزدہ نہیں ہوئی۔

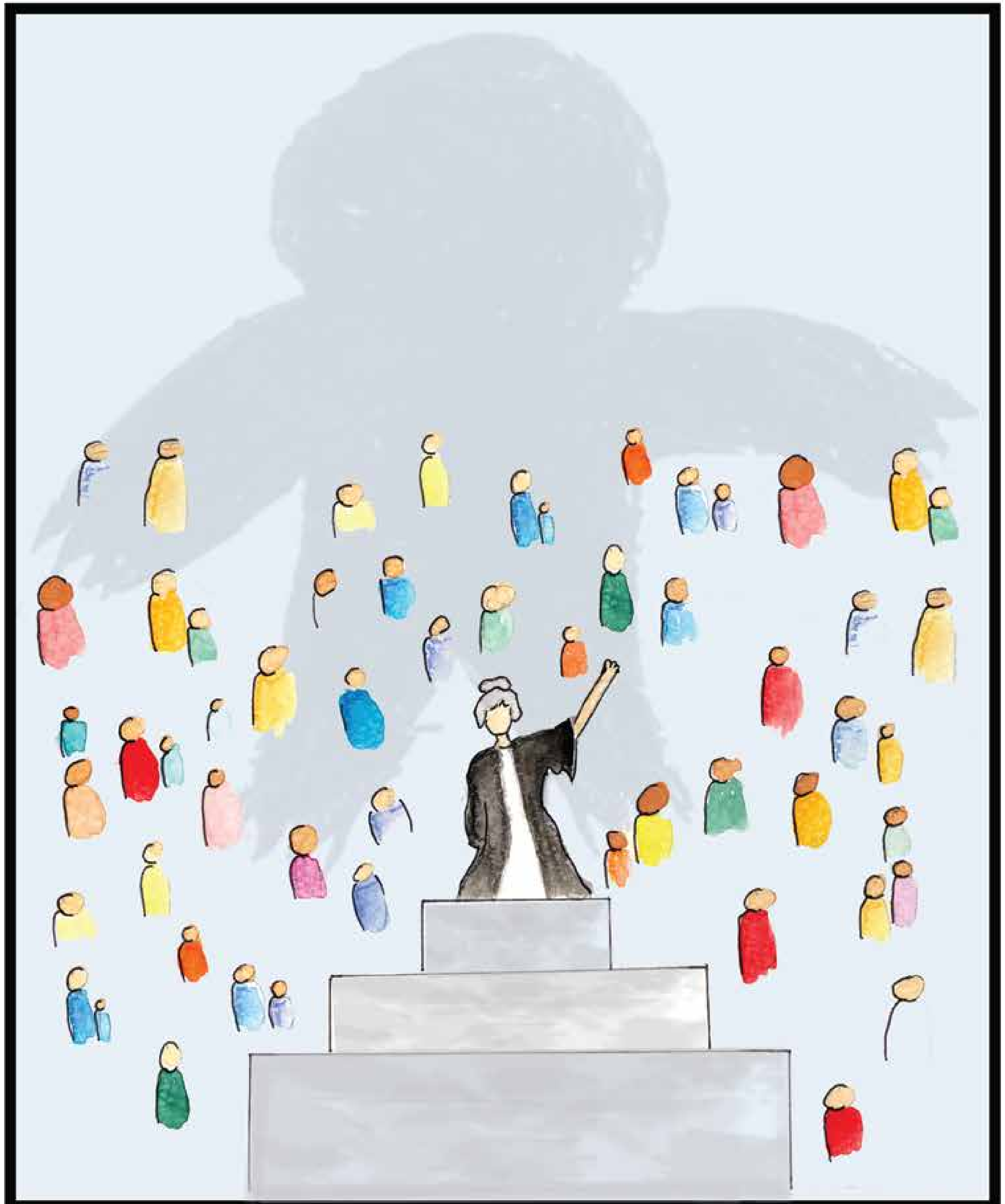

وہ ہمیشہ اپنے مؤکل کے ساتھ ہی نظر آئی جو کہ زیادہ تر حقوق سے محروم خواتین تھیں حتیٰ کہ
جب معاشرہ اس کے خلاف ہو گیا اور مؤکل اسے پیسے ادا نہیں کر سکتے تھے پھر بھی وہ ان کے حقوق کے لیے لڑی۔
وہ کسی بھی طرح اپنے والد سے کیا ہوا وعدہ نہیں توڑ سکتی تھی۔ کوئی بھی اسے اپنی ہیرو والی قبا اتارنے پر مجبور نہیں کر سکتا تھا۔
عاصمہ ضرورت مندوں اور خواتین کے لیے احتجاج کرتی رہی۔

اس کا نام ہمیشہ انصاف اور انسانی حقوق کی جدوجہد سے جُڑا رہے گا۔

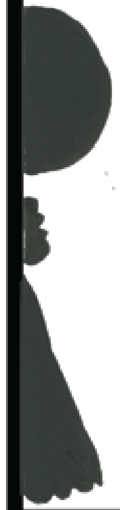

اساتذہ اور والدین کے لیے ہدایات

اس کہانی کا موضوع عاصمہ جہانگیر ہے جنھیں ہم ایسا مثالی کردار سمجھتے ہیں جو بچوں کے لیے اپنی زندگی میں جدوجہد کر کے بہتر سمت اختیار کرنے کا محرک بن سکتا ہے۔ ہمارا مقصد بچوں کی ایسی جذباتی اور نفسیاتی تربیت کرنا ہے جو ان کی زندگی میں مشکل لمحوں سے نمٹنے میں ان کی مددگار ہو۔ اس طرح بچوں کو عاصمہ جہانگیر سے متعارف کرانے اور کہانی کو صحیح معنوں میں سمجھتے ہوئے حقیقت سے منسلک کرنے میں مدد ملے گی۔

ہم نے آسان ترین انداز میں پیچیدہ نظریات کو بچوں کی سمجھ بوجھ کے مطابق بیان کیا ہے۔ مثال کے طور پر، جس سسٹم کے خلاف اسے لڑنا پڑا اسے ایک عفریت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ لفظ "نظام" کی وضاحت اور توسیع کی ضرورت ہو سکتی ہے تاکہ بچے اس کا تجزیہ کرتے ہوئے اپنی ذاتی جدوجہد سے منسلک کر سکیں۔